© rasailojaraid.com

پروفیسر محمد اسلم

ملفوظاتِ خواجہ بندہ نواز گیسو درازؒ

(۳)

نفلی نمازوں میں کمی

حضرت گیسو درازؒ کے ملفوظات کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے زمانے میں چشتی بزرگ نفلی نمازوں کی طرف کم توجہ دینے لگے تھے۔ حضرت نظام الدین اولیاؒ کے ملفوظات فوائد الفوائد میں صلوٰۃِ خضر، نماز اوابین، قیام اللیل، صلوۃ السعادت، نماز اشراق، نماز تہجد، صلوٰۃ البروجؒ نمازِ چاشت، صلوٰۃ النور، صلوٰۃ زوال، صلوۃ التسبیح کا ذکر عام ملتا ہے لیکن حضرت گیسو درازؒ کے ملفوظات جوامع الکلم میں نفلی نمازوں کا ذکر بہت کم ملتا ہے۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ایک صدی کے اندر چشتیہ سلسلے میں نفل نمازیں پڑھنے کا رجحان کم ہو گیا تھا۔

دہلی میں جوگیوں کی موجودگی

جوامع الکلم میں کئی موقعوں پر جوگیوں کا ذکر آیا ہے۔ اس ضمن میں حضرت گیسو درازؒ نے بڑی دلچسپ حکایتیں بیان فرمائی ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سلاطینِ دہلی کے ابتدائی دور میں جادو ٹونے کا بڑا رواج تھا اور لوگ اپنے مخالفین کو تنگ کرنے کے لیے جوگیوں اور جادوگروں سے کئی طرح کے عمل کروایا کرتے تھے۔ حضرت گیسو درازؒ بیان فرماتے ہیں کہ اجودھن میں شہاب ساحر کے بیٹے نے حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ پر جادو کر دیا جس کی وجہ سے انھیں ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے ان کے جسم میں سوئیاں چبھوئی جا رہی ہوں۔ باباصاحبؒ نے حضرت نظام الدینؒ کو بلا کر اجودھن کے قبرستان میں شہاب ساحر کی قبر کا پتہ دیا اور انھوں نے وہاں جاکر جب ایک عمل کیا تو ایک روح متشکل ہوکر ان کے سامنے آئی اور اس نے ایک جگہ کی نشاندہی کی اور جب حضرت نظام الدینؒ نے وہاں سے مٹی ہٹائی تو وہاں سے آٹے کا بنا ہوا ایک پُتلا برآمد ہوا جس میں جا بجا سوئیاں پیوست تھیں۔ حضرت نظام الدینؒ وہ پُتلا اٹھاکر باباصاحبؒ کے پاس لے آئے اور

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جوں جوں وہ پُتلے میں سے سوئیاں نکالتے گئے توں توں باباصاحبؒ کو آرام آتا گیا[1] حضرت نظام الدینؒ نے بھی باباصاحبؒ پر جادو کرنے کا واقعہ بیان فرمایا ہے[2]

حضرت گیسو درازؒ کے ملفوظات سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت نظام الدین اولیاؒ پر بھی کسی ساحر نے جادو کر دیا تھا اور انھیں بھی اپنے جسم میں سوئیاں چبھتی ہوئی محسوس ہوتی تھیں۔ انھوں نے اپنے خدّام کو بلاکر ایک جگہ کی نشاندہی کی اور جب ان کے خدّام نے وہاں جاکر مٹی ہٹائی تو ایک پتلا برآمد ہوا جس میں جابجا سوئیاں پیوست تھیں۔ خدام وہ پتلا لے کر حضرت نظام الدین اولیاؒ کی خدمت میں آئے اور جوں جوں وہ پُتلے سے سوئیاں نکالتے جاتے تھے۔ حضرت کو آرام آتا جاتا تھا۔ جوامع الکلم کے مطالعہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت گیسو درازؒ پر بھی کسی نے جادو کر دیا تھا[3] عجب اس پایہ کے بزرگ بھی جادوگروں کے عمل سے محفوظ نہ تھے تو غریب عوام کی حالت کیا ہوگی۔

حضرت گیسو درازؒ کے ملفوظات سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ اس زمانے میں عوام جوگیوں کے گرویدہ ہو رہے تھے۔ مشہور سیّاح ابن بطوطہ رقم طراز ہے کہ سلطان محمد بن تغلق کو بھی جوگیوں کی صحبت بے حد مرغوب تھی اور وہ اپنا کافی وقت ان کی صحبت میں گزارتا تھا[4] الناس علی دین ملوکھم کے مصداق عوام بھی اپنے فرمانرواؤں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے جوگیوں سے مسائل دریافت کرنے اور خاص طور پر کیمیاگری سیکھنے کے لیے رجوع کیا کرتے تھے[5]

ترک معاشرہ کی لعنت

حضرت گیسو درازؒ کے ملفوظات میں ایک موقعہ پر لوطیوں کا ذکر بھی آیا ہے۔ ہمارے خیال

---

[1] جوامع الکلم، ص ۱۳۹

[2] امیر حسن سنجری، فوائد الفواد، مطبوعہ لاہور ۱۹۶۶ء، ص ۲۹۹۔

[3] جوامع الکلم، ص ۱۳۸

[4] ابن بطوطہ، رحلۃ، مطبوعہ قاہرہ ۱۳۲۲ھ، ج ۲، ص ۱۲۳ ــ" والسلطان یعظمھم ویجالسھم۔

[5] تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: سرمایۂ عمر، ص ۶۳۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

میں ترک معاشرے میں یہ چیز عام تھی۔ حضرت گیسو درازؒ نے اس ضمن میں ان کے ساتھ حضرت علیؓ کے طرزِ عمل کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ لوطیوں کو پہاڑ سے نیچے گرا دیا کرتے تھے، یا زندہ دفن کر دیتے تھے یا پھر انھیں سنگسار کروا دیتے تھے[۶] سلطان فیروز شاہ تغلق نے بھی اس عہد میں اپنی مملکت میں لوطیوں کی نشاندہی کی ہے۔ سلطان نے انھیں عبرتناک سزا دی تھی[۷] ہمارے خیال میں حضرت گیسو درازؒ کو ان کا ذکر کرنے کی ضرورت اس لیے پیش آئی کہ ان کے عہد میں ترک بدکردار ہو چکے تھے اور ہم جنسی کی وبا عام ہو رہی تھی اس لیے انھوں نے اصلاحِ معاشرہ کی خاطر ایسے بدکرداروں کے لیے حضرت علیؓ کی مقرر کردہ تینوں سزائیں تجویز فرمائی ہیں۔

جوامع الکلم کے مطالعہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت گیسو درازؒ کی مجالس میں جادو ٹونے کے علاوہ تسخیر آفتاب و ماہتاب کا ذکر بھی آتا رہتا تھا۔ حضرت گیسو درازؒ اس موضوع پر مولانا فخر الدین رازی کی ایک کتاب "سر مکتوم" سے بھی واقف تھے۔ اس ضمن میں حضرت گیسو درازؒ مولانا فخر الدین رازی کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کسی شخص کو ولایت عطا کرتا ہے تو اُسے آفتاب، عطارد، زہرہ، مشتری، زحل، مریخ اور چاند پر قدرت اور تصرف عطا فرماتا ہے[۸] حضرت گیسو درازؒ نے تسخیر کواکب کے طریقے بھی بتائے ہیں اور ان کی اس ساری گفتگو اور بیان سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ان کے ہمعصر جادو ٹونے اور تسخیرِ کواکب پر یقین رکھتے تھے۔

علمِ نجوم

سلطان فیروز تغلق نے جب کانگڑہ فتح کیا تو وہاں سے سنسکرت کی اندازاً تیرہ سو کتابیں اس کے ہاتھ لگیں۔ سلطان فیروز تغلق کو علمِ نجوم سے کافی دلچسپی تھی، لہٰذا اس نے علمِ نجوم پر سنسکرت کی چند کتابوں کا فارسی میں ترجمہ کروایا[۹] جس سے مسلمانوں میں علمِ نجوم کے مطالعہ کا شوق پیدا ہوا۔

۶۔ جوامع الکلم، ص ۵۲۔

۷۔ فیروز تغلق، فتوحات فیروز شاہی، مشمولہ تاریخی مقالات، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۰ء، ص ۱۸۶۔

۸۔ جوامع الکلم، ص ۱۵۸۔

۹۔ خلیق احمد نظامی، سلاطینِ دہلی کے مذہبی رجحانات، مطبوعہ دہلی ۱۹۵۸ء، ص ۳۹۹۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حضرت گیسو درازؒ کی اہلیہ کے نانا مولانا جمال الدین علمِ نجوم میں بڑی مہارت رکھتے تھے اور وہ پیش گوئیاں کرتے رہتے تھے[۱۰]

تعویذ

حضرت گیسو درازؒ کے ملفوظات کے مطالعہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بسا اوقات لوگ ان سے تعویذ لینے آیا کرتے تھے[۱۱] اس سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ اس زمانے میں توہم پرستی بڑھتی جارہی تھی اور لوگ عمل کے بجائے تعویذ اور عملیات پر تکیہ کرنے لگے تھے۔ یہ مرض سلطان فیروز شاہ تغلق کے زمانے میں اتنا بڑھ چکا تھا کہ اس موضوع پر باقاعدہ کتابیں لکھی جانے لگی تھیں۔ عبد القوی المعروف بہ ضیائے راحت الانسان کے عنوان سے تعویذ اور عملیات کے موضوع پر ایک کتاب لکھ کر سلطان فیروز تغلق کے نام معنون کی[۱۲] اسی طرح فوائد فیروز شاہی میں بھی فاضل مصنف نے بہت سے تعویذ نقل کیے ہیں[۱۳]۔

جعلی مزارات

ایک روز حضرت گیسو درازؒ نے یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایک بار ایسا ہوا کہ چار آدمی ایک کتّے کے ساتھ سفر کر رہے تھے۔ اثنائے سفر جب وہ ایک دریا کے کنارے پہنچے تو اُن کا کتا مر گیا۔ انھوں نے اس کی وفاداری کا خیال کرکے اسے دفن کر دیا اور اس جگہ نشان بنادیا تاکہ جب وہ سفر سے واپس لوٹیں تو انھیں معلوم ہوجائے کہ یہ وہی جگہ ہے جہاں انھوں نے کتا دفن کیا تھا۔ حضرت گیسو درازؒ فرماتے ہیں کہ انھوں نے کتے کی قبر پر جو مٹی کا ڈھیر بنایا تھا اس نے بعد میں ایک مزار کی شکل اختیار کرلی۔ حسن اتفاق سے ایک روز تاجروں کا ایک قافلہ اس طرف سے گزرا تو انھوں نے دیکھا کہ دریا کے کنارے ایک درخت کے نیچے ایک مزار موجود ہے۔ مزار کا محل وقوع دیکھ کر انھوں نے اندازہ لگایا کہ یہ ضرور کسی بزرگ کا مزار ہے۔ اتفاق سے اس زمانے میں راستہ بڑا پُرخطر تھا، اس لیے تاجروں نے اس مزار پر یہ منت مانی کہ اگر وہ صحیح و سلامت اپنا مال لے کر اپنی منزل پر پہنچ جائیں تو وہ منافع کا دسواں حصہ بطور نذر مزار پر چڑھائیں گے۔

---

[۱۰] جوامع الکلم، ص ۲۱۔ [۱۱] ایضاً، ص ۲۸۲

[۱۲] خلیق احمد نظامی، سلاطین دہلی کے مذہبی رجحانات، مطبوعہ دہلی ۱۹۵۸ء، ص ۴۰۰۔

[۱۳] شرف محمد العطائی، فوائد فیروز شاہی، مخطوطہ مولانا آزاد لائبریری علی گڑھ، نمبر ج ف ۶۸۷۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اتفاق سے انھی دنوں میں ڈاکوؤں میں اختلافات پیدا ہوگئے اور وہ آپس میں الجھ پڑے اور یوں وہ قافلہ صحیح و سلامت اپنی منزلِ مقصود پر پہنچ گیا۔ جب وہ تاجر اپنے وطن کو واپس جاتے ہوئے اس مقام سے گزرے تو انھوں نے اپنی منت پوری کی اور اس قبر پر ایک گنبد تعمیر کروا دیا اور اس سے ملحق ایک خانقاہ بھی بنوادی۔ رفتہ رفتہ صاحبِ قبر کی کرامت کا شہرہ دُور دُور تک پھیل گیا اور قرب وجوار کے دیہات سے لوگ وہاں آکر آباد ہوگئے اور وہاں ایک شہر وجود میں آگیا۔

کچھ عرصہ بعد جب وہ مسافر واپس لوٹے تو اس جگہ آبادی اور مزار دیکھ کر بڑے حیران ہوئے۔ انھوں نے یہ خیال کیا کہ یہ کہیں اسی کتے کی قبر نہ ہو جسے وہ وہاں دفن کر گئے تھے۔ انھوں نے جب لوگوں کو اس راز سے آگاہ کرنا چاہا تو صاحبِ مزار کے عقیدت مندوں نے اس بات کا بہت برا منایا اور وہ انھیں ایذا پہنچانے پر آمادہ ہوگئے۔ ان چاروں نے ان عقیدت مندوں سے کہا کہ وہ ان کی موجودگی میں وہ جگہ کھودتے ہیں اور اگر وہاں سے کتے کی ہڈیاں برآمد نہ ہوں تو وہ بے شک انھیں قتل کر دیں۔ چنانچہ اس شرط پر جب انھوں نے مزار کھودا تو وہاں سے واقعی کتے کی ہڈیاں برآمد ہوئیں۔ یہ واقعہ بیان کر کے حضرت گیسو درازؒ فرماتے ہیں کہ یہ تو عوام کے اعتقاد کا حال ہے۔[۱۳]

اسی واقعہ سے ملتا جلتا ایک دوسرا واقعہ جوامع الکلم میں موجود ہے۔ حضرت گیسو درازؒ فرماتے ہیں کہ دولت آباد میں ایک شخص کا کتا مر گیا تو بچوں نے اسے ایک درخت کے نیچے دفن کر کے اس درخت پر نشان کے لیے ایک کپڑا لٹکا دیا۔ جب لوگوں کی اس طرف آمد و رفت شروع ہوئی تو انھوں نے دیکھا کہ وہاں ایک جھنڈا لہرا رہا ہے۔ لوگوں نے وہاں آکر منتیں ماننا شروع کیں اور اس درخت کے ساتھ دھاگے باندھنے لگے۔ حضرت گیسو درازؒ فرماتے ہیں کہ تھوڑے ہی عرصے میں اس درخت کی یہ حالت ہوگئی کہ اس پر دھاگا باندھنے کے لیے جگہ ملنی دشوار ہوگئی۔

جوامع الکلم کے ان اندراجات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس عہد میں قبر پرستی اور توہم پرستی عام ہوگئی تھی اور کئی جعلی مزار وجود میں آگئے تھے۔ حضرت گیسو دراز کی وفات کے بعد بھی جعلی مزار بنتے رہے۔ سلطان سکندر لودھی کے عہد کے نامور فاضل رزق اللہ مشتاقی، اپنی شہرۂ آفاق

---

[۱۳] جوامع الکلم، ص

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تصنیف "واقعاتِ مشتاقی" میں رقمطراز ہیں کہ ان کے زمانے میں متعدد جعلی قبریں وجود میں آگئی تھیں[15] سلطان سکندر لودھی مردوں کو تو ان قبروں پر جانے سے نہ روک سکا، البتہ اس نے عورتوں کا مزارات پر جانا بند کر دیا[16]

حضرت گیسو درازؒ اور شاعری

حضرت گیسو درازؒ بڑے اچھے شاعر تھے اور ان کا دیوان "انیس العشاق" کے عنوان سے طبع ہو چکا ہے۔ اس کے باوجود وہ شاعری کو اچھا نہیں سمجھتے تھے۔ جوامع الکلم میں صاحبزادہ محمد اکبر حسینیؒ نے ان کا یہ قول نقل کیا ہے کہ بلند مرتبہ شخص کے لیے شعر گوئی سے زیادہ خوار کوئی چیز نہیں[17]

جمعِ مال

چشتیہ سلسلہ کے بزرگ خود کو علائق دنیاوی سے حتی الوسع آزاد رکھتے تھے۔ تاریخ کے صفحات اس بات پر شاہد ہیں کہ سلاطین نے متعدد موقعوں پر ان بزرگوں سے التجا کی کہ وہ جاگیر یا وظیفہ قبول کر لیں لیکن ان بزرگوں نے ہمیشہ شاہی پیش کش کو ٹھکرا دیا۔ چشتیہ سلسلہ کے بزرگوں کے مسلک کے برعکس سہروردیہ سلسلہ کے بزرگ مال و دولت سے بڑی رغبت رکھتے تھے اور یہ بات چشتیہ سلسلہ کے بزرگوں کی نظروں میں ہمیشہ کھٹکتی رہتی تھی۔ حضرت گیسو دراز فرماتے ہیں کہ مشائخ ملتان نے مال جمع کرنے پر کمرِ ہمت باندھ رکھی ہے اور وہ تجارت اور سوداگری میں دلچسپی لیتے ہیں، لیکن ہمارے (چشتی) بزرگ دنیاوی اسباب سے کوئی تعلق نہیں رکھتے[18]

حضرت سلطان التارکین صوفی حمید الدین ناگوریؒ کو حضرت بہاء الدین زکریاؒ کے مال جمع کرنے اور پاس رکھنے پر بڑا اعتراض تھا اور ان دونوں بزرگوں میں اس موضوع پر باقاعدہ خط و کتابت رہتی تھی۔[19]

---

۱۵ رزق اللہ مشتاقی، واقعاتِ مشتاقی، مخطوطہ برٹش میوزیم لندن اورینٹل ۱۹۲۹، ورق ۱۵، ۔۔۔ "قبور بلامیت راہنر ساختہ"

۱۶ عبداللہ، تاریخ داؤدی، مطبوعہ علی گڑھ ۱۹۵۴ء، ص ۳۸۔

۱۷ جوامع الکلم، ص ۱۷۲ "ہیچ چیز مرد بلند مرتبہ را خوار کنندہ تر از گفتن شعر نیست۔" ۱۸ ایضاً ص ۲۱۳

۱۹ شیخ محمد اکرام، آب کوثر، مطبوعہ لاہور ۱۹۵۲، ص ۲۳۶، ۲۳۷۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اتفاق سے یہ خط و کتابت ایک مخطوطہ کی صورت میں مولانا آزاد لائبریری علی گڑھ میں محفوظ ہے۔ جب حضرت سلطان التارکینؒ نے حضرت بہاء الدین زکریاؒ کے مال جمع کرنے پر اعتراض کیا تو انھوں نے جواب میں تحریر فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے دنیا کے تمام مال و دولت کے متعلق فرمایا ہے: قل متاع الدنیا قلیل۔ اب اس قلیل میں سے جو تھوڑا بہت میرے حصہ میں آیا ہے، آپ کو اس پر اعتراض نہیں کرنا چاہیے[20] اس کے بعد حضرت زکریاؒ نے ان کے خطوں کے جواب لکھنے بند کر دیے۔

حضرت گیسو درازؒ کے ملفوظات سے بھی یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت بہاء الدین زکریاؒ بڑے مالدار تھے اور جب ان کا انتقال ہوا تو انھوں نے ایک کروڑ اسی لاکھ ٹنکے ترکہ میں چھوڑے[21]۔ ایک دوسرے موقع پر حضرت گیسو درازؒ فرماتے ہیں کہ حضرت بہاء الدین زکریا کی وفات کے بعد ان کے گھر سے نو من سونا نکلا تھا[22]۔ حضرت بہاء الدین زکریاؒ کے پوتے حضرت رکن عالمؒ کی امارت کا یہ عالم تھا کہ ان کی اہلیہ محترمہ جو جوتا پہنتی تھیں اس کی مالیت اسی ہزار ٹنکوں سے کم نہیں ہوتی تھی۔ اور اگر کوئی شخص اس پر اعتراض کرتا تو حضرت رکن عالم جواب میں فرماتے:

"عورات را مباح است باکی نیست"[23]

حضرت گیسو درازؒ مشائخ ملتان کے بارے میں فرماتے ہیں کہ وہ بڑے معزز تھے اور بہت کم کسی کے احترام کے لیے کھڑے ہوتے تھے[24]

یہ عجیب بات ہے کہ آج تک لوگ حضرت بہاء الدین زکریا کو مال اکٹھا کرنے کا طعنہ دیے رہے ہیں۔ لیکن وہ اس بات کو فراموش کر جاتے ہیں کہ موصوف جود و بخشش میں بھی بڑے دریا دل واقع ہوئے تھے۔ حضرت گیسو دراز فرماتے ہیں کہ حضرت بہاء الدین زکریا نے ایک شخص کو غلے کا ایک انبار مرحمت

---

۲۰ رسائل سلطان التارکین، مخطوطہ مولانا آزاد لائبریری علی گڑھ نمبر ۲/۱۶۱ فارسی تصوف ورق ۸۶

۲۱ جوامع الکلم، ص ۶۰

۲۲ ایضاً، ص ۲۳۵ "بعد نقل شیخ بہاء الدین نہ من زر از میراث او آمدہ خارج اجناس و اشیاء"۔

۲۳ ایضاً، ص ۶۰

۲۴ ایضاً، ص ۲۳۵ "مشائخ ملتان را تعززی عظیم باشد، البتہ بپیش کسی کم ترخیزند۔"

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

فرمایا تو جب وہ شخص غلہ اٹھانے لگا تو اس میں سے ٹنکوں سے بھرا ہوا ایک برتن برآمد ہوا۔ وہ شخص برتن اٹھا کر حضرت کی خدمت میں لے گیا تو انھوں نے فرمایا کہ انھیں معلوم تھا کہ اناج کے اس ڈھیر میں ٹنکوں سے بھرا ہوا برتن موجود ہے۔ یہ کہتے ہوئے آپ نے وہ برتن بھی اسے بخش دیا۔[۲۵]

جوامع الکلم کے ایک اندراج سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت بہاء الدین زکریاؒ کے گوداموں میں لاکھوں من غلہ موجود رہتا تھا اور قحط کے ایام میں موصوف ان گوداموں کے دروازے عوام کے لیے کھول دیا کرتے تھے۔[۲۶]

حضرت گیسو درازؒ کی روایت ہے کہ حضرت بہاء الدین زکریاؒ کی خانقاہ میں سات سو سے زیادہ درویش رہتے تھے[۲۷] اور یہ ظاہر ہے کہ ان کے خورونوش کی ذمہ داری موصوف پر ہی تھی۔

حضرت بہاء الدینؒ کی علم دوستی

حضرت گیسو درازؒ حضرت سلطان المشائخ نظام الدینؒ کے حوالے سے بیان فرماتے ہیں کہ ایک روز حضرت بہاء الدین زکریاؒ اپنے گھر میں تشریف لائے تو اس وقت اُن کا ایک بیٹا اپنے استاد سے سبق پڑھ رہا تھا۔ حضرت بہاء الدین زکریاؒ استاد کی کارکردگی سے اس قدر خوش ہوئے کہ انھوں نے حکم دیا کہ اس کا منہ چاندی سے بھر اجائے۔[۲۸]

حضرت برہان الدین غریبؒ

حضرت گیسو درازؒ فرماتے ہیں کہ اُن کے مرشد حضرت نصیر الدین چراغ دہلیؒ اور مولانا برہان الدین غریبؒ میں بڑی دوستی اور محبت تھی اور موخر الذکر بزرگ اکثر یہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر وہ حضرت سلطان المشائخ کے دامنِ ارادت سے وابستہ نہ ہوتے تو خواجہ نصیر الدین چراغ دہلیؒ کے ہاتھ پر بیعت کر لیتے۔ حضرت گیسو درازؒ فرماتے ہیں کہ ان کے مرشد اور مولانا برہان الدین غریبؒ سالہا سال تک اکٹھے رہے اور موخر الذکر بزرگ کا اتنا احترام کیا کرتے تھے کہ وہ ان کی طرف کبھی پشت نہیں کرتے تھے۔[۲۹]

(باقی آئندہ)

۲۵۔ جوامع الکلم ص ۶۰
۲۶۔ ایضاً ص ۵۹
۲۷۔ ایضاً ص ۲۳۳
۲۸۔ ایضاً ص ۵۹
۲۹۔ ایضاً ص ۲۴۰

© rasailojaraid.com